بحث ونظر

حَرام، مُرداراور نَاپاک جانوروں سے اِستفادہ کی شرعی حدود

—— حافظ مبشر حسین لاہوری

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خالق کائنات نے روئے زمین کی تمام اشیاء انسان کے فائدہ کی خاطر پیدا فرمائی ہیں، قطع نظر اس سے کہ وہ جان دار ہوں یا بے جان۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِى الاَرْضَ جَمِيْعًا (البقرہ:۲۹)	وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں

البتہ ان اشیاء سے استفادہ کی بعض حدود و قیود بھی خالق کائنات نے اپنی نازل کردہ شریعت میں طے کردی ہیں جن سے تجاوز ایک مسلمان کے لیے کسی طور پر جائز نہیں۔ اس مضمون میں حیوانات سے استفادہ کی شرعی حدود و قیود سے بحث کی گئی ہے اور جن مسائل میں اہل علم کا اختلاف ہے ان میں اس رائے کو ترجیح دینے کی کوشش کی گئی ہے جو اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔

فقہاء نے حلال وحرام کے سلسلہ میں یہ اصول بیان کیا ہے:

الأصل فى الاشياء الاباحة [۱]	تمام اشیاء میں اصل حالت 'اباحت' ہے۔

اس قاعدہ کی تائید مذکورہ بالا آیت اور درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے:

۱) حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

الحلال ما احلّ الله فى كتابه والحرام ماحرّم الله فى كتابه وماسكت عنه فهو مما عفى عنه [۲]	حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہے اور جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے خاموشی اختیار کی ہے ان کا شمار ان میں ہے جنہیں معاف (یعنی جائز) کیا گیا ہے۔

۲) یہ روایت مسند بزار اور مستدرک حاکم میں بھی مرفوعاً مروی ہے اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

وماسکت عنه فهو عفو فاقبلوا من اللّٰه عافية فان الله لم يكن ينسى شيئا [۳]

اور جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے خاموشی کا اظہار کیا ہے وہ معاف ہیں لہٰذا اللہ کی عافیت کو قبول کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو بھولا نہیں ہے۔

۳) حضرت ابوثعلبہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

ان اللّٰه فرض الفرائض فلا تضيّعوها وحدّ حدوداً فلاتعتدوها وسكت عن اشياء رحمة لكم غير نسيان فلا تبحثوا عنها [۴]

اللہ نے کچھ فرائض لازم کئے ہیں انہیں ضائع نہ کرو، اور کچھ حدود مقرر کی ہیں ان کی خلاف ورزی نہ کرو اور بعض چیزوں سے خاموشی اختیار کی ہے ایسا کسی بھول چوک کی وجہ سے نہیں بلکہ تم پر رحم کرتے ہوئے کیا ہے۔ لہٰذا ان چیزوں کی کرید نہ کرو۔

واضح رہے کہ مذکور بالا قاعدے کا تعلق معاملات سے ہے عبادات سے نہیں۔ معاملات کے حوالے سے ایک اور قاعدہ فقہاء نے یہ بیان کیا ہے:

الاصل فى كل الاشياء الطهارة — تمام چیزوں میں اصل طہارت ہے۔

اس قاعدہ کے بارے میں امام صنعانیؒ فرماتے ہیں:

والحق ان الاصل فى الأعيان الطهارة [۵]

درست بات یہی ہے کہ اشیاء میں اصل طہارت ہی ہے۔

امام ابن تیمیہؒ نے اس قاعدے کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

الاصل فى الأعيان الطهارة فلا يجوز تنجيس شئ ولا تحريمه الا بدليل [۶]

اشیاء میں اصل چیز طہارت ہے لہٰذا کسی چیز کو نجس اور حرام قرار دینے کے لیے دلیل مطلوب ہے۔

اس وقت موضوع بحث حیوانات ہیں اس لیے ان قواعد کے پیش نظر بلا تذبذب یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تمام حیوانات (چرند، پرند وغیرہ) بنیادی طور پر پاک اور حلال

ہیں ۔ البتہ جن حیوانات کو قرآن وحدیث میں حرام قرار دے دیا گیا، وہ حرام اور جنہیں ناپاک قرار دے دیا گیا، وہ ناپاک ہیں اور جن کی حرمت بیان نہیں کی گئی وہ مذکورہ بالا اصول کی رو سے حلال ہیں اور جن کی ناپاکی کا ذکر نہیں کیا گیا ہے وہ پاک ہیں۔ اس لحاظ سے حیوانات کی درج ذیل تین قسمیں بنتی ہیں:

(۱) پاک اور مأکول اللحم حیوانات

(۲) پاک اور غیر مأکول اللحم حیوانات

(۳) ناپاک اور غیر مأکول اللحم حیوانات

اب ذیل میں ان تینوں قسموں کی تفصیل درج کی جاتی ہے:

پہلی قسم: پاک اور مأکول اللحم حیوانات

پاک اور مأکول اللحم (یعنی حلال) حیوانات سے مراد وہ تمام حیوانات ہیں جنہیں قرآن وسنت میں حرام یا ناپاک قرار نہیں دیا گیا۔ قطع نظر اس سے کہ یہ تمام عہدِ نبویؐ میں کھائے جاتے تھے یا نہیں ۔ اس میں کون کون سے حیوانات شامل ہیں، ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، باقی رہا ان میں سے حرام اور ناپاک حیوانات کا استثنا، تو ان کا احاطہ قرآن وسنت کے دلائل کی رو سے کیا جاسکتا ہے (جیسا کہ آئندہ سطور میں 'دوسری قسم' کے تحت ان کی نشان دہی کے اصول بیان کیے گئے ہیں)

حلال اور پاک جانوروں میں عام طور بکرا، مینڈھا، گائے، بھینس، اونٹ، ہرن، مرغی، کبوتر وغیرہ (خواہ نر ہوں یا مادہ) معروف ہیں۔ ان کے علاوہ بھی وہ تمام حیوانات ان میں شامل ہیں جنہیں قرآن وسنت یا اجماع امت کی رو سے حرام یا ناپاک قرار نہیں دیا گیا۔

حلال اور پاک جانوروں سے استفادہ کی دوصورتیں ہیں: ایک صورت تو یہ ہے کہ انہیں بطور غذا کھایا جائے اور دوسری یہ ہے کہ ان کے وہ اجزا جنہیں کھایا نہیں جاتا ان سے دیگر مقاصد کی تکمیل کے لیے فائدہ اٹھایا جائے۔

پہلی صورت:

جہاں تک انہیں بطور غذا کھانے کا مسئلہ ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ انہیں اللہ کے لیے، اللہ ہی کا نام لے کر (یعنی بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر) ذبح کیا جائے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلاَ تَـأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَإِنَّه لَفِسْقٌ. (الانعام:۱۲۱)	جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے نہ کھاؤ، ایسا کرنا فسق ہے۔

اسی طرح حلال جانوروں کو شکار کرتے وقت ضروری ہے کہ تکبیر پڑھ کر گولی چلائی جائے اور اس گولی سے جانور کا خون بہہ نکلے۔

اگر بالفرض ان میں سے کوئی جانور ذبح ہونے سے پہلے طبعی یا حادثاتی طور پر مرجائے تو پھر اس کا کھانا کسی طرح بھی حلال نہیں، کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّـمَـا حُـرِّمَ عَـلَيْـكُمُ الْمَيْتَةُ والدَّمُ وَلَحْمُ الخِنْزِيْرِ (البقرة:۱۷۳)	اس میں کوئی شک نہیں کہ تم پر مردار، خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے۔

لہٰذا مردار کو کھانا یا اس کا گوشت، چربی اور ہڈی وغیرہ کسی کھانے والی چیز میں ملانا بھی حرام ہے۔ البتہ مردار کے حوالے سے یہ بات یاد رہے کہ دو طرح کے مردار نبی اکرم ﷺ نے اس قرآنی حکم سے مستثنیٰ قرار دیے ہیں: ایک مچھلی اور دوسری ٹڈی۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا:

احلت لنا میتتان ودمان فاما المیتتان فالحوت والجراد وما الدمان فالكبد والطحال ؎	ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ مردار تو مچھلی اور ٹڈی ہیں، جب کہ دو خون یہ ہیں: ایک وہ جو جگر کے ساتھ ہوتا ہے اور دوسرا وہ جو تلی میں ہوتا ہے۔

حلال جانور کے ذبح کر لینے کے بعد اس کا کھانا حلال ہو جاتا ہے، تاہم اس سلسلہ میں درج ذیل باتیں قابل لحاظ ہیں:

۱) جانور کو ذبح کرتے وقت اس کی شریانوں سے جو خون بہتا ہے (اسے قرآن میں 'دم مسفوح' کہا گیا) یہ حرام ہے۔ اسے انسانوں کی کھانے پینے کی اشیا میں استعمال

کرنا قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات کی رو سے حرام ہے۔ تاہم دو طرح کے خون اس سے مستثنیٰ ہیں، جیسا کہ مذکورہ بالا ابن عمرؓ کی حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

۲) حیوانات کے گوشت وغیرہ سے ملحق گندگی کو صاف کرنا ضروری ہے، خواہ وہ معدہ اور انتڑیوں میں ہو، یا پیشاب کی شکل میں مثانہ میں۔ اسی طرح جگر سے ملحق زہر جو 'پتا' کی شکل میں ہوتا ہے اس کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ گندگی کو تو بحیثیت گندگی صاف کرنا ضروری ہے، جب کہ پتہ کا مواد مضر صحت ہونے کی وجہ سے زائل کرنا ضروری ہے۔

۳) حیوانات کے بال، اُون اور پَر وغیرہ چوں کہ غذا اور خوراک نہیں، اس لیے انہیں کھانا جائز نہیں۔ علاوہ ازیں ان کے مضر صحت ہونے کی وجہ سے بھی انہیں جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۴) جانوروں کے چمڑے اور انتڑیوں وغیرہ کو عام طور پر کھایا نہیں جاتا، لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے حلال ذبیحہ کے چمڑے اور انتڑیوں کو کھانا چاہے، یا کھانے پینے کی کسی چیز میں استعمال کرنا چاہے تو وہ انہیں صاف کر کے اپنے استعمال میں لاسکتا ہے، بشرطے کہ کسی کو دھوکا دینا مقصود نہ ہو، کیونکہ انہیں بہر حال حرام قرار نہیں دیا گیا۔

۵) جانوروں کے جنسی اعضا بھی پاک اور حلال ہونے کی وجہ سے کھائے جاسکتے ہیں، کیوں کہ ان کے ناپاک اور حرام ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

۶) مادہ جانور ذبح کرنے کے بعد اس کے جسم سے انڈا یا بچہ نکل آئے تو انڈہ کھالینے میں تو فقہاء کا اتفاق ہے، لیکن بچہ کھانے میں اختلاف ہے، جب کہ وہ مر چکا ہو، لیکن اگر ذبیحہ کا بچہ زندہ ہو تو پھر اسے کھانے کے لیے ذبح کرنا ضروری ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔[۸]

دوسری صورت:

باقی رہی دوسری صورت، یعنی پاک اور حلال حیوانات سے انسانی خوراک کے علاوہ استفادہ کی دیگر شکلیں، تو اس کی مزید دو صورتیں ہیں:

(۱) ایک تو یہ کہ جانور کو شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہو، (۲) اور دوسری یہ کہ ذبح نہ کیا گیا ہو۔

۱)　ذبح کر لینے کی صورت میں اس کے جملہ اعضا واجزاء سے استفادہ جائز ہو جاتا ہے، ماسوا خون اور گندگی کے، جیسا کہ گذشتہ تفصیلات سے واضح ہے۔

۲)　ذبح نہ کرنے کی صورت میں پھر دو حالتیں ہیں:

(الف)　ایک تو یہ کہ جانور زندہ ہو اور (ب) دوسری یہ کہ جانور مر چکا ہو۔

جانور کے زندہ ہونے کی صورت میں اس کے بال، پر اور اُون وغیرہ کو کاٹ کر اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو قرآن مجید کی درج ذیل آیت سے اس کے جواز کی تائید ہوتی ہے:

وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْ بَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَاثاً وَّمَتَاعاً اِلیٰ حِیْنٍ(النحل: ۸۰)	اور ان (حیوانات) کے اون، رووَں اور بالوں سے بھی اس (اللہ) نے بہت سے سامان اور ایک وقت مقررہ تک کے لیے فائدہ کی چیزیں بنا دیں۔

ایک حدیث میں وارد ہے ''ماقطع من البهيمة وهي حيّة فهي ميتة''، لیکن اس کا اطلاق اون اور بالوں پر نہیں ہوتا، بلکہ اس کا اطلاق جانوروں کے ان اعضا پر ہوتا ہے جن کے کاٹنے سے وہ تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ مثلاً جانور کے کوہان، ران، کان، دم وغیرہ۔ بال اور اون کاٹنے سے چونکہ جانور تکلیف محسوس نہیں کرتے، اس لیے یہ چیزیں اس سے مستثنیٰ سمجھی جائیں گی۔ اس کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ چربی حاصل کرنے کے لیے زندہ دنبہ کی چکتی کاٹ لیتے، مگر آپ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔[9]

واضح رہے کہ جمہور فقہا کا اس بارے میں یہی موقف ہے کہ مأکول اللحم مردار کے بال اور اون پاک اور قابل انتفاع ہیں[10]۔ لیکن ان کے بال، پر اور اُون کے علاوہ کسی اور عضو رجزو کو کاٹنا جائز نہیں، خواہ اسے کھانے کے لیے کاٹا جائے، یا کسی اور فائدہ کے پیش نظر ایسا کیا جائے۔ حضرت ابو واقدؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

ماقطع من البهيمة وهي حيّة فهي ميتة[11]	زندہ چوپائے میں سے جو حصہ کاٹ کر الگ کیا جائے وہ مردار (کے حکم میں) ہے۔

باقی رہی دوسری صورت کہ اگر جانور مر چکا ہو تو پھر اس کے اعضا و اجزاء سے استفادے کی کیا حدود ہیں؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

مردار جانوروں کے اعضا کا بطور غذا استعمال حرام ہے:

مردار کا کھانا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، اس لیے اس کے گوشت، چربی اور ہڈیوں کو بطور خوراک استعمال کرنا بھی حرام ہے۔ اگر کسی مردار کے اعضا کسی کھانے والی چیز میں شامل کیے گئے ہوں تو اس چیز کا کھانا بھی حرام ہوگا، خواہ مردار کے اعضاء کی آمیزش کم ہو یا زیادہ۔ اس پر چوں کہ تمام مکاتبِ فکر کا اتفاق ہے اس لیے اس کی مزید تفصیلات کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔

مردار جانوروں کے اعضا سے استفادے کی دیگر صورتیں؟

مردار جانوروں کے چمڑے (کھال) بال، اُون اور دیگر اعضاء سے کھانے کے علاوہ دیگر فوائد اٹھائے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے،

مردار جانور کے چمڑے سے استفادہ؟

مأکول اللحم مردار کے چمڑے کے بارے میں حنفی، شافعی، ظاہری اور بعض دیگر فقہا کا موقف یہ ہے کہ دباغت سے پہلے انہیں ناپاک ہونے کی وجہ سے استعمال میں نہیں لایا جاسکتا، لیکن دباغت کے بعد یہ پاک اور قابل استعمال ہیں۔ مالکیوں کے نزدیک مردار کا چمڑہ دباغت سے پاک نہیں ہوتا، البتہ ایسا چمڑہ خشک کاموں کے لیے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ حنابلہ کی ایک رائے تو وہی ہے جو مالکیوں کی ہے، جب کہ دوسری رائے دیگر فقہاء کے موافق ہے۔[۱۲]

راجح موقف:

اس مسئلہ میں راجح موقف یہی ہے کہ دباغت کے بعد مأکول اللحم جانوروں کے چمڑوں سے استفادہ جائز ہے اور اس کے چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت میمونہؓ کو کسی

نے بکری عنایت کی اور وہ مرگئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ھلّا انتفعتم بجلدھا انما حرام اکلھا۔ [۱۳] — تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا؟ مردار کا صرف کھانا حرام ہے (انتفاع حرام نہیں)

۲) اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس سے کچھ قریشی لوگ ایک مردہ بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹ کر لے جارہے تھے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: **لو اخذتم اھابھا؟** ''اس کا چمڑہ اتار لیتے۔'' لوگوں نے کہا: یہ تو مر چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: **یطھرھا المآء والقرظ** [۱۴] (پانی اور بیری کے پتے (دباغت کے ذریعے) اسے پاک کردیں گے۔) [۱۴]

مردار جانوروں کے بال، پر اور اُون کے بارے میں جمہور فقہائے کرام (یعنی حنفیہ، مالکہ اور حنابلہ) کی رائے یہ ہے کہ یہ اشیاء پاک اور قابل انتفاع ہیں۔ علاوہ ازیں حسن بصری، ابن سیرین، سعید بن مسیّب، ابراہیم نخعی، لیث بن سعد، اوزاعی اور ابن منذر رحمہم اللہ وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے۔ جب کہ شوافع کے نزدیک یہ چیزیں نجس اور ناقابل انتفاع ہیں۔ امام احمد سے بھی ایک روایت یہی ہے، لیکن وہ مرجوح اور غیر مشہور ہے۔ [۱۵]

راجح موقف:

اس مسئلہ میں جمہور فقہائے کرام کی رائے ہی راجح ہے، جب کہ شوافع وغیرہ کی رائے میں وزن نہیں محسوس ہوتا، کیوں کہ جب مذکورہ بالا دو صحیح احادیث میں مأکول اللحم جانوروں کے چمڑہ سے استفادہ کو جائز قرار دیا گیا تو پھر ان کے بال، پر اور اُون وغیرہ سے استفادہ بہ درجہ اولیٰ جائز ہونا چاہیے کیوں کہ یہ چیزیں تبعاً اس کے چمڑے ہی میں شامل ہوتی ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ اسے انہوں نے جمہور فقہائے کرام کا موقف قرار دیا ہے۔ [۱۶]

مردار جانور کے دیگر اعضاء (ہڈی، سینگ وغیرہ) سے استفادہ؟:

مأکول اللحم مردار کی ہڈی، سینگ وغیرہ کے بارے میں شافعی، حنبلی اور مالکی فقہا کی رائے یہ ہے کہ یہ اشیاء نجس اور ناقابل انتفاع ہیں، جب کہ حنفیہ کے نزدیک یہ

پاک اور قابل انتفاع ہیں۔ امام احمد سے بھی ایک روایت اسی کے مطابق منقول ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے اسے راجح قول کہا ہے۔ ۱۷

راجح موقف:

جس طرح مردار کا چمڑہ، بال، اون وغیرہ سے استفادہ جائز ہے اسی طرح اس کی چربی، ہڈی اور دیگر اعضا سے استفادہ بھی جائز ہے، کیوں کہ اول تو ان کے انتفاع کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں، دوم یہ کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ والی گزشتہ روایت سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مردار کو کھانا حرام ہے، اس سے انتفاع واستفادہ کی دیگر شکلیں حرام نہیں ہیں۔ تیسری بات یہ کہ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے دور میں مردار جانوروں کی ہڈیوں اور دانتوں وغیرہ کو استعمال میں لایا جاتا تھا۔ مثلاً حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ فاطمہؓ کے لیے (جانوروں کی) آنتوں سے بنا ہوا ایک ہار اور ہاتھی کے دانتوں سے بنے ہوئے دو کنگن خرید لاؤ۔ ۱۸

اب ظاہر ہے، ہاتھی کو ذبح کر کے کھایا تو جاتا نہیں تھا، اس لیے لامحالہ اس کے مرنے کے بعد ہی اس کے دانتوں کو استعمال میں لایا جاتا ہوگا اور اس بات کو آں حضرت ﷺ نے بھی معیوب خیال نہ کیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں:

”وقال الزهری فی عظام الموتیٰ نحو الفيل وغيره، ادركت ناسا من سلف العلماء يمتشطون بها ويدهنون فيها لا يرون به بأسا وقال ابن سيرين: ولا بأس بتجارة العاج“ ۱۹

امام زہری فرماتے ہیں کہ ائمہ سلف میں سے بہت سے علما کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ ہاتھی وغیرہ (یعنی غیر مأکول اللحم) کے مردار کی ہڈیوں کو روغن دان اور کنگھیوں کے لیے استعمال کرتے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ ابن سیرین کہتے ہیں ہاتھی دانت کی تجارت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مردار جانور کی چربی سے استفادہ؟:

مأکول اللحم مردار کی چربی سے استفادہ کے بارے میں حنفی، شافعی اور حنبلی

(یعنی جمہور) فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اس سے استفادہ جائز نہیں۔ اس کی دلیل ان کے نزدیک یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ان اللّٰہ ورسولہ حرّم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام فقیل یا رسول اللّٰہ أرایت شحوم المیتة فانہ یطلی بھا السفن ویدھن بھا الجلود ویستصبح بھا الناس فقال لاھو حرام ثم قال رسول اللّٰہ عند ذلک: قاتل اللّٰہ الیھود ان اللّٰہ لما حرّم شحومھما جملوہ ثم باعوہ فأکلوا ثمنہ. [۲۰]

اللہ اور اس کے رسولؐ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا ہے۔ کہا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! مردار کی چربی کے بارے میں آپؐ کی کیا رائے ہے؟ کیوں کہ اس کو لوگ کشتیوں پر ملتے ہیں، چمڑوں پر لگاتے ہیں اور (چراغ میں جلا کر) ان سے روشنی حاصل کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں یہ حرام ہے۔ پھر اسی وقت آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ وبرباد کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کو حرام کیا تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچ دیا اور اس کی قیمت کھالی۔

جمہور فقہاء نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم کے پیش نظر یہ بات کہی ہے کہ لوگوں نے آں حضرت ﷺ سے مردار کی چربی کے استعمال کی اجازت طلب کی، مگر آپ نے انہیں اجازت نہ دی، بلکہ اس پر سرزنش فرمائی، لہٰذا معلوم ہوا کہ مردار کی چربی سے کسی طرح کا بھی انتفاع جائز نہیں۔ جمہور کے برعکس کئی ایک فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ مأکول اللحم مردار کی چربی سے انتفاع حرام نہیں، بلکہ جائز ہے اور مذکورہ بالا روایت کے بارے میں وہ یہ وضاحت کرتے ہیں کہ یہاں مردار کی چربی کے انتفاع کی ممانعت نہیں، بلکہ اس کی خرید وفروخت کی ممانعت ہے۔ اگر کوئی شخص خرید وفروخت کے بجائے اسے ذاتی استعمال میں لے آئے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

اس مسئلہ میں اہلِ حدیث مکتبِ فکر میں بھی سخت اختلاف رائے موجود ہے۔ نومبر ۱۹۴۶ء میں حافظ عبد اللہ روپڑیؒ نے اپنے اخبار 'تنظیم اہلِ حدیث' (لاہور) میں ایک سائل کے جواب میں مأکول اللحم مردار کی چربی سے انتفاع کو جائز قرار دیا۔ پھر ان

کے بعد ستمبر ۱۹۷۰ء میں ہفت روزہ 'الاعتصام' (لاہور) میں حافظ محمد گوندلوی کی تائید سے مولانا ابو البرکات کا فتویٰ شائع ہوا کہ ہر طرح کی حرام چربی سے انتفاع جائز ہے، بشرطے کہ دیگر اشیاء کے ملانے سے اس کی اصل حالت بدل جائے۔ اس پر دو علماء اہل حدیث مولانا گلزار احمدؒ (فیصل آباد) اور جناب صابر صاحب (لاہور) نے تنقید کی جو ۲۵ ستمبر ۱۹۷۰ء کے 'الاعتصام' (لاہور) ہی میں شائع ہوئی۔ اسی طرح حافظ محمد لکھویؒ کے پڑپوتے مولانا محی الدین لکھوی نے بھی حافظ محمد گوندلوی کے فتویٰ پر نقد کیا جو اکتوبر ۱۹۷۰ء میں 'الاعتصام' (لاہور) ہی میں دو قسطوں میں شائع ہوا۔ ان اختلافی تحریروں کے بعد حافظ محمد گوندلوی ہی کے فرمان سے مولانا ابو البرکات صاحبؒ نے جوابی تحریر لکھی جو اعتصام ہی میں دسمبر ۱۹۷۰ء کو شائع ہوئی اور اس میں وہی موقف دلائل سے واضح کیا گیا جو پہلے فتویٰ کی شکل میں ظاہر کیا گیا تھا۔

راجح موقف

اس مسئلہ میں جمہور فقہاء کے برعکس ہمیں دیگر فقہاء کی رائے ہی قوی اور اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے اور اس کی وجوہ درج ذیل ہیں:

۱) مذکورہ بالا روایت میں جس چیز کی ممانعت کی گئی ہے وہ مردار کی چربی سے انتفاع کی ممانعت نہیں، بلکہ اس کی خرید وفروخت کی ممانعت ہے، کیوں کہ اسی حدیث میں حرّم بیع...... کے لفظ اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۲) اس کی مزید تائید مسند احمد کی درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے:

ان اللّٰہ حرّم بیع الخنازیر وبیع المیتة وبیع الخمر وبیع الأصنام، قال رجل: یارسول اللّٰہ فماتری فی بیع شحوم المیتة فانها تدهن بها السفن والجلود ویستصبح بها......"[۲۱]

اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا ہے۔ کہا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! مردار کی چربی کے کاروبار کے بارے میں آپؐ کی کیا رائے ہے؟ کیوں کہ اس کو لوگ کشتیوں پر ملتے ہیں، چمڑوں پر لگاتے ہیں اور (چراغ میں جلا کر) ان سے روشنی حاصل کرتے ہیں؟

اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کا سوال خرید و فروخت کے بارے میں تھا، نہ کہ ذاتی استعمال کے بارے میں۔

۳) حافظ ابن حجرؒ مسند احمد کی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فظهر بهذه الرواية ان السؤال وقع عن بيع الشحوم وهو يؤيد ما قررناه ۲۲

اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ کا استفسار مردار کی چربی کی خرید و فروخت کے بارے میں تھا نہ کہ اس سے ذاتی انتفاع کے بارے میں) لہٰذا یہ روایت بھی ہمارے اختیار کردہ موقف کی تائید کرتی ہے۔

۴) بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ''مذکورہ حدیثِ بخاری میں جس طرح یہودیوں کے حیلہ کی قباحت بیان کی گئی ہے اسی طرح یہ بھی ناجائز حیلہ ہے کہ مردار کی چربی کو بیچنے کے بجائے اس کے ذاتی انتفاع کو جائز قرار دے لیا جائے!'' حالاں کہ اہل کتاب کے لیے مأکول اللحم ذبیحہ کی چربی کھانا یا اسے اپنے لیے استعمال کرنا دونوں چیزیں حرام تھیں اور ہمارے لیے مأکول اللحم ذبیحہ کی چربی کھانا حرام نہیں، البتہ مأکول اللحم مردار کی چربی کھانا حرام ہے۔ پھر یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اہل کتاب نے اس ذبیحہ کی چربی کو کھانے کے بجائے اسے بیچ کر قیمت کھانے کا حیلہ کیا، جو ان کے لیے مباح نہ تھا اس لیے ان کی اس حرکت پر وعید نازل ہوئی۔

۵) بعض معروف اہل حدیث علماء مثلاً حافظ عبداللہ روپڑیؒ وغیرہ کا بھی یہی موقف ہے۔ ۲۳

دوسری قسم: پاک اور غیر مأکول اللحم حیوانات

اس سے مراد وہ حیوانات ہیں جو ہیں تو پاک، مگر شریعت نے ان کا کھانا حرام قرار دے دیا ہے۔ باقی رہا ایسے حیوانات کے اعضاء و اجزاء سے استفادہ کی حدود کا مسئلہ تو اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے یہ بات واضح رہنی چاہیئے کہ قرآن مجید کی رو سے درج ذیل حیوانات حرام ہیں:

خنزیر، غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ، مردار، خواہ طبعی موت مرا ہو یا گلا گھٹنے سے، یا ضرب لگنے سے، یا اونچی جگہ سے گرنے سے یا درندوں کے حملے سے۔ (المائدہ:۳)

حدیث نبوی کے مطابق درج ذیل حیوان بھی حرام ہیں:

کل ذی نـاب من السبـاع و کل ذی مخلب من الطیر. ۲۴

درندوں میں سے ہر کچلی والا درندہ اور پرندوں میں سے پنجہ (یعنی ناخن سے شکار اور چیر پھاڑ کرنے) والا ہر پرندہ (حرام ہے)۔

مذکورہ بالا حدیث کی رو سے شیر، چیتا، بھیڑیا اور اسی طرح کے دیگر درندے (کچلی والے جانور) حرام ہیں اور اس کے علاوہ پنجے سے شکار کرنے کی وجہ سے چیل، باز، شکرہ وغیرہ حرام ہیں۔ بعض دوسری احادیث میں مینڈک ۲۵، گدھا اور خچر ۲۶ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ ضروری نہیں کہ جو جانور حرام ہو وہ ناپاک بھی ہو، مثلاً گدھا حرام تو ہے، مگر یہ ناپاک نہیں ہے، کیونکہ قرآن وحدیث میں کہیں اسے حرام قرار نہیں دیا گیا۔ علاوہ ازیں اگر یہ ناپاک ہوتا تو آں حضرت ﷺ اس پر سواری نہ فرماتے، یا پھر سواری کے بعد طہارت کا انتظام فرماتے، لیکن آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ اسی طرح بلی حرام ہے، مگر یہ ناپاک نہیں ہے، کیوں کہ اس کے بھی نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ بعض احادیث میں بلی کے پاک ہونے کی صراحت ہے، مثلاً حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بلی کے بارے میں فرمایا: 'انھا لیست بنجس' ۲۷ (یہ ناپاک نہیں ہے)۔ حضرت عائشہؓ سے اسی روایت میں یہ بات بھی منقول ہے کہ "آں حضرت ﷺ بلی کے جھوٹے پانی سے وضو فرمالیا کرتے تھے۔" اگر یہ ناپاک ہوتی تو پھر اس کے جھوٹے سے وضو درست نہ ہوتا!

پاک اور غیر مأکول اللحم (یعنی حرام) جانوروں سے استفادہ کی جائز اور ناجائز صورتیں:

مذکورہ اصول وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے پاک اور غیر مأکول اللحم (یعنی حرام) جانوروں سے استفادہ کی جائز اور ناجائز صورتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱) مذکورہ نوعیت کے جانوروں کے بال، پر اور اُون کاٹ کر ان سے استفادہ جائز ہے، خواہ جانور زندہ ہو یا مردہ، کیوں کہ پاک جانوروں کی یہ اشیاء بھی پاک ہیں اور ان سے استفادے کی کوئی حرمت بھی قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت نہیں، بلکہ جمہور فقہاء تو نجس حیوانات کے بال وغیرہ کو بھی پاک اور قابلِ انتفاع قرار دیتے ہیں،

بشرطے کہ انہیں کاٹ کر الگ کیا گیا ہو، اکھیڑ کر نہیں۔ امام ابن تیمیہؒ کا بھی اس سلسلہ میں وہی موقف ہے جو جمہور فقہا کا ہے۔ ۲۸

۲) مذکورہ قسم کے حیوانات کے چمڑے (کھال) سے استفادہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں، اس میں فقہا کا اختلاف ہے؟ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ صرف مأکول اللحم جانوروں کے چمڑے دباغت کے بعد قابل استفادہ ہوتے ہیں، غیر ماکول اللحم کے نہیں۔ امام نووی کے بقول یہ موقف امام اوزاعی، عبداللہ بن مبارک، ابوثور اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا ہے۔ ۲۹ اس کے برعکس مذاہب اربعہ اور فقہ ظاہری کے علماء وفقہاء غیر ماکول اللحم جانوروں کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ ان کے چمڑے بھی دباغت کے بعد قابل انتفاع ہیں۔ البتہ کتے، خنزیر اور درندوں کے چمڑوں سے انتفاع کے حوالے سے ان میں بھی اختلاف رائے وجود ہے۔ حرام مگر پاک (یعنی غیر مأکول اللحم) جانوروں میں سے درندوں کے علاوہ باقی جانوروں کے چمڑوں کے سلسلہ میں جو موقف ہمیں راجح معلوم ہوتا ہے اس کا ذکر کردینا مناسب ہوگا:

درندوں کے علاوہ حرام جانوروں کے چمڑوں سے استفادہ؟

اس مسئلہ میں جمہور فقہاء کی رائے درست ہے، یعنی درندوں کے علاوہ دیگر پاک اور حرام جانوروں کے چمڑے دباغت کے بعد پاک ہوجاتے ہیں، لہٰذا ان سے اسی طرح استفادہ کیا جاسکتا ہے جس طرح دیگر پاک چیزوں سے کیا جاتا ہے اور اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱) ایک تو وہ تمام روایات جن میں عمومی طور پر یہ بات مذکور ہے کہ: **ایما اھاب دبغ فقدطھر** ۳۰ (جس چمڑے کو بھی دباغت دے دی جائے وہ پاک ہوجاتا ہے)

۲) عمومی قاعدہ (جیسا کہ شروع میں بیان ہوا) یہ ہے کہ تمام اشیاء پاک ہیں، ماسوا ان کے جن کی نجاست کی صریح دلیل موجود ہو اور تمام پاک اشیاء سے استفادہ جائز ہے، ماسوا ان کے جن کے استفادہ سے شریعت نے منع کردیا ہو اور درندوں کے علاوہ دیگر پاک اور غیر مأکول اللحم جانوروں کے چمڑوں سے استفادہ سے چوں کہ منع نہیں کیا گیا اس لیے ان سے استفادہ میں کوئی حرج نہیں۔

درندوں کے چمڑوں سے استفادہ؟

مذکورہ قسم سے تعلق رکھنے والے وہ تمام حیوانات جنہیں 'درندوں' میں شمار کیا جاتا ہے، ان کے چمڑوں سے استفادہ کے سلسلہ میں حنابلہ کا راجح موقف یہ ہے کہ درندوں کے چمڑوں سے انتفاع کسی صورت بھی جائز نہیں، یعنی نہ ان کا لباس بنانا جائز ہے نہ مصلیٰ اور نہ کوئی اور چیز۔[31] شافعی فقہاء کا بھی مشہور قول یہی ہے[32]۔ حنفیہ اور حنابلہ کا موقف یہ ہے کہ ہر طرح کے درندے کا چمڑہ دباغت کے بعد قابل انتفاع ہے، حتیٰ کہ اس سے مصلیٰ (جائے نماز) بھی بنایا جاسکتا ہے[33]۔ اسی طرح مالکیہ کے ہاں بھی ان سے انتفاع جائز ہے[34] اور اصحابِ ظواہر کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔[35]

ناجائز کہنے والوں کے دلائل:

جن فقہاء نے درندوں کے چمڑوں سے انتفاع کو ناجائز کہا ہے، ان کی دلیل وہ روایات ہیں جن میں درندوں کے چمڑوں سے فائدہ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے۔ مثلاً:

۱) حضرت مقدامؓ فرماتے ہیں کہ وہ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا: ''میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے درندوں کے چمڑے پہننے اور سواری کے لیے ان کی کاٹھیاں (زین) بنانے سے منع نہیں کیا؟ وہ کہنے لگے: ہاں کیا ہے۔''[36]

۲) ابو المطیع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ نے درندوں کے چمڑوں کے بچھونے (زین) بنانے سے منع فرمایا ہے''[37]

۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لاتصحب الملائكة رفقة فيها جلد نمر[38]	(رحمت کے) فرشتے اس قافلے کا ساتھ اختیار نہیں کرتے جس میں چیتے کے چمڑے (کے زین) استعمال کیے گئے ہوں۔

۴) حضرت ابو ریحانہؓ سے مروی ہے کہ ''اللہ کے رسول ﷺ نے دس چیزوں سے منع فرمایا ہے (ان میں ایک) چیتوں کے چمڑوں پر سواری بھی ہے۔''[39]

جائز کہنے والوں کے دلائل:

جن فقہاء نے اس مسئلہ میں جواز کی رائے اختیار کی ہے وہ مذکورہ بالا روایات کے حوالہ سے یہ رائے رکھتے ہیں کہ

۱) اول تو ان روایات کی اسناد میں کلام ہے۔

۲) اگر یہ درست ثابت ہوجائیں تو بھی یہ ممانعت اس لیے ہے کہ اہل عرب درندوں کے چمڑے بغیر دباغت کے استعمال کرلیا کرتے تھے۔ اس لیے آپ کی مراد یہ تھی کہ بغیر دباغت کے ان کے چمڑے استعمال نہ کیے جائیں۔ اگر انہیں دباغت دے دی جائے تو یہ پاک ہوجاتے ہیں، اس لیے دباغت کے بعد ان سے انتفاع جائز ہے۔[۴۰]

۳) ایک رائے یہ بھی ہے کہ دباغت کے باوجود ان کے بال وغیرہ پاک نہیں ہوتے، اس لیے ناپاکی کی موجودگی کی وجہ سے ان کے استعمال سے منع کیا گیا تھا۔[۴۱]

۴) ایک رائے یہ بھی ہے کہ اہل عرب فخر ومباہات اور اظہار تکبر کے لیے درندوں کے چمڑے استعمال کرتے تھے جسے آپؐ نے پسند نہ فرمایا اور اگر فخر ومباہات کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے اسے استعمال کیا جائے تو پھر ان کا استعمال جائز ہے۔[۴۲]

راجح پہلو:

اس مسئلہ میں جو پہلو راجح معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ درندوں کے چمڑوں کو اظہار فخر ومباہات کے لیے استعمال نہ کیا جائے اور فخر ومباہات کا اظہار عام طور پر چوں کہ ملبوسات وغیرہ کے ذریعے ہوتا ہے، اس لیے ایسا کرنے سے بطور خاص منع کردیا گیا، لیکن اس کے علاوہ بھی جہاں جہاں فخر ومباہات کا شک اور خدشہ ہو وہاں اس کا استعمال ممنوع قرار پائے گا اور جہاں یہ شک نہیں ہوگا وہاں اس کا استعمال جائز ہوگا۔ واضح رہے کہ اس جواز کو مذکورہ بالا روایات کے مخالف نہیں قرار دیا جاسکتا، کیونکہ اول تو ان روایات میں بعض احتمالات ہیں، جن کا تذکرہ شافعی اور مالکی فقہاء کی کتابوں میں ملتا ہے اور دوم اس لیے بھی کہ حضرت معاویہؓ کے علاوہ بھی کئی ایک سلف صالحین نے ان کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، جن میں حضرت جابرؓ، عروۃ بن زبیرؒ، ابن سیرینؒ، حسن بصریؒ، امام شعبیؒ وغیرہ شامل ہیں۔[۴۳]

امام ابن حزمؒ کے بقول حضرت عمر بن عبد العزیزؒ بھی اسے جائز سمجھتے ہیں۔[۴۴] ابن حزمؒ نے اس پر کوئی نقد نہیں کیا، حالاں کہ وہ سنت کے معاملہ میں بڑے سخت واقع ہوئے ہیں اور حدیث کے ظاہری الفاظ سے عدول (خواہ وہ فی نفسہ درست ہی کیوں نہ ہو) پر کسی کی رعایت نہیں کرتے!

حرام مگر پاک جانوروں کے دیگر اعضاء کا حکم؟

حرام مگر پاک جانوروں کے چمڑے، بال اور اُون وغیرہ کی تفصیلات پیچھے گزری چکی ہے۔ باقی رہا ان کے دیگر اجزا سے استفادہ تو وہ بھی جائز ہے، کیوں کہ اول تو وہ پاک ہیں، دوم یہ کہ ان سے انتفاع کی کوئی ممانعت نہیں، سوم یہ کہ عہد نبوی میں بھی ان کا استعمال رہا ہے، مثلاً حضرت ثوبانؓ سے مروی حدیث جو اوپر گزر چکی ہے۔[۴۵]

اور چہارم یہ کہ سلف صالحین کے ہاں بھی ان اشیاء کا استعمال رہا ہے، جیسا کہ اس سے پہلے امام بخاریؒ کے حوالے سے زہریؒ کا قول گذر چکا ہے۔[۴۶]

حافظ ابن حجرؒ نے اسی سیاق میں لکھا ہے:

"ائمہ سلف ان جانوروں کی ہڈیوں کو استعمال کرتے تھے جو غیر مأکول اللحم (یعنی حرام) ہیں۔"[۴۷]

تیسری قسم: حرام اور ناپاک حیوانات

یعنی ایسے جانور جن کا کھانا بھی حرام ہے اور جو بذات خود بھی ناپاک ہیں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ ناپاک ہونے کی وجہ سے ان سے کسی قسم کا استفادہ نہیں کیا جا سکتا ماسوا اس کے کہ اضطرار (مجبوری) کی حالت ہو، یا پھر یہ کہ ان ناپاک جانوروں کی ناپاکی کی حالت بدل جائے، اور ظاہر ہے کہ بدل جانے سے حکم بھی بدل جائے گا۔ حرام اور ناپاک حیوانات کی اس قسم میں کون سے حیوانات شامل ہیں اور کون سے نہیں؟ اس کی تفصیلات میں فقہاء کا اختلاف ہے:

مالکیوں کے نزدیک تمام حیوانات پاک ہیں، حتی کہ کتا اور خنزیر بھی ان کے نزدیک پاک ہے۔[۴۸] ان کے علاوہ ظاہریوں کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے،[۴۹] جب

کہ مذاہب ثلاثہ کے فقہاء کے نزدیک خنزیر نجس العین ہے۔۵۰؎ البتہ یہی فقہاء خنزیر کو نجس العین قرار دینے کے باوجود اس کے بالوں کو پاک اور قابل انتفاع قرار دیتے ہیں، بشرطے کہ انہیں جانور کے جسم سے کاٹ کر الگ کیا گیا ہو، اکھیڑا نہ گیا ہو۔۵۱؎ اسی طرح شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں کتا بھی نجس العین ہے، تاہم اس کے بال پاک ہیں، بشرطے کہ کاٹ کر الگ کیے گئے ہوں۔۵۲؎ حنفیہ کے صرف کتے کا جوٹھا، اور اس کا لعاب اور رطوبت (پیشاب وغیرہ) نجس کے حکم میں ہے، اس کا باقی وجود ناپاک نہیں ہے۔۵۳؎ حافظ ابن حجرؒ کے بقول امام بخاریؒ کا بھی یہی موقف ہے کہ کتا پاک ہے، مگر خود ابن حجرؒ کو (شافعی المسلک ہونے کی وجہ سے) اس رائے سے اتفاق کرنے میں تردد ہے۔۵۴؎ امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک کتا پاک ہے، اسی طرح خنزیر کے بال بھی ان کی رائے میں پاک ہیں اور کتے اور خنزیر دونوں کے بالوں سے استفادہ بھی وہ جائز قرار دیتے ہیں۔۵۵؎

خنزیر کی نجاست وطہارت؟

اس سے پہلے فقہ کے اس اصول کا ذکر آچکا ہے کہ **الاصل فی الاشیاء الطھارۃ** (تمام اشیاء بنیادی طور پر پاک ہیں)۔ اس اصول کی روشنی میں مالکیوں نے کتے اور خنزیر کو پاک قرار دیا ہے، کیوں کہ ان کے بقول ان کے نجس العین ہونے کی شریعت میں کوئی دلیل موجود نہیں۔ خنزیر کے بارے میں جمہور فقہاء نے سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۴۵ کی بنیاد پر نجاست کا حکم عائد کیا ہے، اس آیت میں خنزیر کے بارے میں لفظ 'رجس' استعمال ہوا ہے جو عام طور سے اس چیز پر بولا جاتا ہے جسے انسانی طبیعت ناپسند کرتی ہے، خواہ وہ کوئی بُری چیز ہو یا گندگی، مادی طور پر نجس ہو یا معنوی طور پر۔ بلکہ اگر کوئی چیز ناپاک تو نہ ہو، مگر حرام ہو تو اس پر بھی لفظ 'رجس' بولا جاتا ہے گویا اس کے معنی و مفہوم میں عموم پایا جاتا ہے، جب کہ 'رجس' کے مقابلہ میں لفظ 'نجس' ناپاک اور گندی اشیاء ہی کے لئے خاص ہے، خواہ وہ عینی و حسی طور پر ناپاک ہوں، یا محض حکمی طور پر۔۵۶؎

خنزیر کو ناپاک کہنے والوں نے لفظ رجس ہی کی بنیاد پر اسے نجس العین قرار دیا ہے، جب کہ اسے پاک کہنے والوں کا موقف یہ ہے کہ لفظ 'رجس' سے کسی چیز کو نجس العین

قرار نہیں دیا جاسکتا، تاوقتیکہ اس کا کوئی واضح قرینہ نہ مل جائے۔ اپنے اس موقف کی تائید میں وہ قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں:

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ. (المائدہ:۹۰)	اے ایمان والو! بلاشبہ شراب، جوا، بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو، امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔

اس آیت میں شراب، جوئے، آستانوں، بتوں اور فال کے تیروں کو 'رجس' کہا گیا ہے، حالاں کہ ان سبھی اشیاء کو نجس العین نہیں کہا جاسکتا۔

مذکورہ صورت میں ہمیں مالکیوں کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ رجس کو نجس کے معنی کے ساتھ خاص کرنے کے لئے اضافی دلیل (قرینہ وغیرہ) مطلوب ہے، جو دستیاب نہیں۔ علاوہ ازیں اگر اس سے مراد نجس ہی لیا جائے تو بھی یہاں یہ شبہ موجود ہے کہ اس سے مراد نجاست عینیہ ہے یا نجاست حکمیہ؟ اگر نجاست عینیہ کہا جائے تو پھر شراب، بت، فال گیری کے تیر وغیرہ کو بھی نجس العین قرار دینا ہوگا۔ خمر کے علاوہ دیگر اشیاء کو تو نجس العین کوئی بھی نہیں کہتا، البتہ خمر کو فقہاء کی بڑی تعداد نجس العین کہتی ہے، جب کہ بعض دوسرے فقہا اسے بھی نجس العین تسلیم نہیں کرتے۔ [۵۷]

کتے کی نجاست وطہارت؟

کتے کے بارے میں شافعی اور حنبلی فقہا نے نجس العین ہونے کا استدلال جس دلیل سے کیا ہے وہ صحیح بخاری کی یہ روایت ہے:

اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسله سبعاً [۵۸]	جب کسی کے برتن میں سے کتا پی لے تو اس برتن کو وہ سات مرتبہ دھوئے۔

مسلم کی روایت یہ الفاظ ہیں:

اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیرقه ثم یغسله سبع مرار. [۵۹]	جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو وہ اس میں موجود چیز کو ضائع کردے اور اسے سات مرتبہ دھوئے۔

بعض روایات میں ہے کہ ''پہلی یا آخری مرتبہ مٹی سے صاف کرے۔''[۶۰]

شافعی و حنبلی فقہاء نے ان احادیث کی بنیاد پر یہ بات کہی ہے کہ جس کتے کا جوٹھا ضائع کرنے اور برتن کو پاک کرنے کے لیے سات اور آٹھ مرتبہ دھونے کا حکم ہو، اس کے ناپاک ہونے میں کیا شک ہے؟ جب کہ ان کے برعکس مالکی و حنفی فقہاء نے کہا ہے کہ مذکورہ احادیث کی بنیاد پر کتے کا لعاب یا جس چیز کو وہ جوٹھا کردے اسے ناپاک قرار دیا جاسکتا ہے، اس کا اپنا جسم اس دلیل کی بنیاد پر ناپاک قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ہمیں بھی یہی رائے اقرب اور راجح معلوم ہوتی ہے۔ اس کی مزید تائید ان روایات سے ہوتی ہے جن میں ہے کہ ''اللہ کے رسول ﷺ کے دور میں کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کردیتے تھے، جب کہ لوگ اس پر پانی بھی نہیں بہاتے تھے۔''[۶۱]

اسی طرح جن روایات کے مطابق تین صورتوں میں کتا رکھنے کی اجازت ہے، ان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ باقی رہا کتے کے جوٹھے برتن کو دھونے اور اس میں موجود اشیاء کو ضائع کرنے کا حکم تو اس کی علت یہ ہے کہ اس کے لعاب میں زہریلے جراثیم ہوتے ہیں، جن کا ازالہ ضروری ہے اور ازالہ کی وہی صورت معتبر ہوگی جو حدیث میں بیان کردی گئی ہے۔

حواشی و مراجع

۱۔ ندوی، علی احمد، القواعد الفقهية دار القلم، دمشق، طبع ۱۹۹۰ء، ص ۱۰۷، نیز دیکھیے: ابن تیمیہؒ، احمد بن عبدالحلیم، مجموع الفتاویٰ، مکتبة الملک فهد، سعودی عرب، طبع ۱۹۹۵ء، ج ۲۱ ص ۵۴۳۸۔ سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، الاشباه والنظائر، دار الفکر، بیروت، طبع ۱۹۹۸ء، ص ۲۰۔

۲۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء من لبس الفرآء، حدیث نمبر ۱۷۲۶، مکتبۃ دار السلام، ریاض، ۱۹۹۶ء۔ صحیح الترمذی للالبانیؒ، حدیث نمبر ۱۴۱۰، نیز دیکھیے: ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب اکل الجبن و السمن، حدیث نمبر ۳۳۶۷، مکتبة دار السلام،

ریاض ،۱۹۹۶ء۔ صحیح ابن ماجه للألباني حدیث نمبر۲۶۳۲۶۔یہی روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے موقوفاً بھی بسند صحیح مروی ہے دیکھئے: ابو داؤد، سلیمان بن اشعث البجستانیؒ، سنن ابو داؤد، کتاب الاطعمة، باب مالم ینکر تحریمه ،حدیث نمبر ۳۸۰۰، مکتبة دار السلام ریاض ۱۹۹۶ء، صحیح أبو داؤد للألباني،حدیث نمبر۳۲۲۵۔

۳۔ ابن حجر عسقلانی،احمد بن علی، فتح الباری بشرح صحیح بخاری، دار نشر الکتب الا سلامیة، لاهور ، بدون تاریخ، ج۱۳ص۲۶۶

۴۔ فتح الباری :حوالہ سابق

۵۔ صنعانی،محمد بن اسماعیل، سبل السلا م شرح بلوغ المرام، دار نشر الکتب الاسلامیة، لاهور، بدون تاریخ ،ج اص۶۱، نیز دیکھئے:سید سابق ،فقه السنة دار الفکر ، بیروت، طبع ۱۹۹۸ء، ج اص۲۴۔نواب قنوجی ،صدیق بن حسن بن علی، 'الروضة الندية' دار الفکر ، بیروت، ج اص۱۱۸۔شوکانی ،محمد بن علی بن محمد، السیل الجرار ، ج ا،ص۴۳

۶۔ ابن تیمیہ، 'الفتاویٰ الکبریٰ' المکتب الاسلامی بیروت ،ج ا/ص۴۵، نیز دیکھیے: مجموع الفتاوی، ج۲۱،ص ۵۳۷،۵۳۸۔

۷۔ احمد بن حنبلؒ،'مسند احمد' المکتب الاسلامی بیروت ،ج ۲ص۹۷، نیز دیکھیے سنن ابن ماجه ،حدیث نمبر ۳۲۱۸،۳۳۱۴، السنن الکبریٰ للبیهقیؒ ،ص۲۵۴،سنن دار قطنی ج ۴،ص۲۷۱

۸۔ الموسوعة الفقهية،وزارة الاوقاف،کویت، مادہ 'ذبح ، میتة' ۔

۹۔ سنن ترمذی، کتاب الصید، باب ماجاء ماقطع من البهیمة فهو میت ،حدیث نمبر ۱۴۸۰، نیز دیکھیے: سنن ابو داؤد، کتاب الصید، باب اذا قطع من الصید قطعة،حدیث نمبر ۲۸۵۸

۱۰۔ ابن تیمیہ، الفتاویٰ الکبریٰ، ج اص۴۵

۱۱۔ دیکھیے: حاشیہ نمبر۹۔

۱۲۔ دیکھئے: الموسوعة الفقهية، مادة 'جلد' و 'میتة'

۱۳۔ بخاری،محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری ، کتاب الزکاة، باب الصدقة علی موالی ازواج النبی،حدیث نمبر ۱۴۹۳مکتبہ دار السلام، ریاض،۱۹۹۶ء۔

۱۴۔ ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی أهب المیتة، حدیث نمبر ۴۱۲۶
۱۵۔ الموسوعة الفقهیة مادہ، 'میتة'
۱۶۔ دیکھئے: الفتاوی الکبریٰ ج۱، ص۴۵
۱۷۔ الفتاوی الکبریٰ، حوالہ سابق
۱۸۔ سنن ابو داؤد، کتاب الترجل، باب فی الانتفاع بالعاج، حدیث نمبر ۴۲۰۷
۱۹۔ صحیح بخاری، کتاب الوضوء: باب مایقع من النجاسات فی السمن والماء
۲۰۔ صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب بیع المیتة والاصنام حدیث نمبر ۲۲۳۶
۲۱۔ فتح الباری ج۴ ص۴۲۵
۲۲۔ فتح الباری، حوالہ سابق
۲۳۔ محدث روپڑی، عبداللہ، 'فتاویٰ اهل حدیث، ادارہ احیاء السنۃ، سرگودھا ۱۹۹۴ء۔ ج۱ ص۲۴۹
۲۴۔ مسلم، امام مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب تحریم اکل کل ذی ناب من السباع و کل ذی مخلب من الطیر، حدیث نمبر: ۴۹۷۲
۲۵۔ مسند احمد، ج۳ ص۴۵۳
۲۶۔ صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید، باب لحوم الحمر الانسیة، حدیث نمبر ۵۵۲۳
۲۷۔ سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب سؤر الهرة، حدیث نمبر ۷۵
۲۸۔ الفتاویٰ الکبریٰ، ج۱ ص۴۵
۲۹۔ نووی، یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم ج۲، ص۲۹۰، نیز دیکھئے جامع ترمذی، کتاب اللباس: بذیل باب ماجاء فی جلود المیتة اذادبغت
۳۰۔ جامع ترمذی، حوالہ سابق، حدیث نمبر ۱۷۲۸، نیز دیکھیے: مسند احمد، ج۱، ص۲۱۹
۳۱۔ ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد بن قدامہ، المغنی' دار عالم الکتب، مکة بدون تاریخ ج۱، ص۹۲
۳۲۔ نووی، یحییٰ بن شرف، المجموع شرح المهذب ج۱، ص۲۲۸، ۲۳۹، بحوالہ الموسوعة الفقهیة، مادہ 'جلد' و 'میتة'
۳۳۔ رد المحتار ج۵، ص۲۲۴، الفتاویٰ الهندیة، ج۵، ص۳۳۳، بحوالہ الموسوعة الفقهیة، حوالہ سابق
۳۴۔ شرح زرقانی، ج۱، ص۳۲، بحوالہ الموسوعة الفقهیة، حوالہ سابق

۳۵۔ المحلّٰی لابن حزم، ج ا ص ۱۱۹ تا ۱۲۳ بحوالہ الموسوعۃ الفقھیۃ، حوالہ سابق

۳۶۔ سنن ابو داؤد، کتاب اللباس ، باب فی جلود النمور والسباع ، حدیث نمبر ۴۱۳۲ نیز دیکھیے :مسند احمد، ج ۴، ص ۱۰۱

۳۷۔ مسند دارمی، حدیث نمبر: ۱۹۱۷

۳۸۔ سنن ابو داؤد ، حوالہ سابق، حدیث نمبر: ۴۱۳۰

۳۹۔ سنن ابی داؤد، حوالہ سابق، حدیث نمبر ۴۰۴۹

۴۰۔ المجموع شرح المھذب، حوالہ سابق

۴۱۔ المجموع ، حوالہ سابق

۴۲۔ المجموع، حوالہ سابق

۴۳۔ المغنی، ج ا ص ۹۳

۴۴۔ المُحلّٰی، ج ا ص ۱۲۲

۴۵۔ ابو داؤد، کتاب الترجل: باب ماجأفی الانتفاع بالعاج ، نیز دیکھیے : مسند احمد ، ج ۵، ص ۲۷۵

۴۶۔ فتح الباری، ج ا ص ۳۴۲

۴۷۔ فتح الباری، ص ۳۴۳

۴۸۔ عقد الجواھر الثمینۃ ، ج ا ص ۱۱، الشرح الصغیر ، ج ا ص ۴۳، بحوالہ الموسوعۃ الفقھیۃ، مادہ 'رجس ، نجس، طھارۃ، حیوان'۔

۴۹۔ المحلی، ج ا ص ۱۱۱

۵۰۔ دیکھئے: بدائع الصنائع ، ج ا ص ۶۳ ، فتح القدیر ، ج ا ص ۸۲ نھایۃ المحتاج، ج ا ص ۱۹ کشاف القناع، ج ا ص ۱۸۱، بحوالہ الموسوعۃ الفقھیۃ، حوالہ سابق

۵۱۔ حوالہ سابق

۵۲۔ الموسوعۃ الفقھیۃ مادہ 'شعر ، کلب، خنزیر ،۔ نیز دیکھیے : کتاب الام، ج ا ص ۸، المغنی ، ج ا ص ۳۵۔ واضح رہے کہ حنابلہ کی عام رائے تو یہ ہے کہ کسی بھی جانور کے بال، چمڑے، پسینے اور لعاب وغیرہ کا وہی حکم ہوگا جو اس کے جوٹھے کا ہے۔ یعنی جس جانور کا جوٹھا پاک ہے اس کی مذکورہ اشیاء بھی پاک ہیں اور جس کا جوٹھا حرام ہے اس کی مذکورہ

اشیاء بھی ناپاک ہیں۔ (المغنی: ج ۱ ص ۷۳) اس بنیاد پر حنابلہ کے نزدیک خنزیر کے بال بھی ناپاک ہونے چاہئیں، مگر امام احمد بن حنبلؒ سے اس بارے میں دو طرح کی آراء مذکور ہیں۔ ایک تو خنزیر کے بال استعمال کرنے کی کراہت اور دوسری یہ کہ (موزوں، مشکیزوں وغیرہ کی) سلائی کے لیے خنزیر کے بال استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ ابن قدامہؒ یہ آراء لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: ''اگر کسی تر چیز کی ان کے ساتھ سلائی کی جائے یا تر بالوں کو سلائی کے لیے استعمال کیا جائے تو پھر وہ چیز نجس ہو جائے گی اور اسے پاک کرنے کے لیے دھونا ضروری ہے۔ لیکن ابن عقیل کے بقول امام احمدؒ سے یہ بات بھی منقول ہے کہ تر حالت میں بھی اسے دھونا ضروری نہیں۔'' (المغنی: ج ۱ ص ۱۰۹) اس کے بعد ابن قدامہ فرماتے ہیں: ''فالظاهر ان احمد انما عنى لا بأس بالخرز فاما الطهارة فلا بد منها و الله اعلم '' ''یعنی امام احمد کی مراد یہی ہے کہ سلائی کے لیے خنزیر کے بال سے استفادہ جائز ہے لیکن ان بالوں کو طہارت دینا پھر بھی ضروری ہے۔'' (ایضاً)

۵۳۔ حوالہ سابق۔ نیز دیکھیے: ابن عابدین، ج ۱ ص ۲۰۴

۵۴۔ فتح الباری، ج ۱ ص ۲۷۴

۵۵۔ امام ابن تیمیہؒ کے تفصیلی فتوی کے لیے دیکھئے: مجموع الفتاویٰ، ج ۲، ص ۶۱۶

۵۶۔ دیکھیے: کتبِ لغات میں مادہ 'رجس، نجس'۔

۵۷۔ قرطبی، محمد بن احمد الانصاری، تفسیر قرطبی، مکتبۃ الغزالی، دمشق ج ۶ ص ۸۸ نیز دیکھیے: ''الروضة الندية، نواب صدیق حسن ج ۱ ص ۱۲۰، ۱۲۱ 'تمام المنة' للالبانیؒ، ص: ۵۴، ۵۵

۵۸۔ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب اذا شرب الكلب فى انآء احدكم فليغسله سبعا، حدیث نمبر ۱۷۲

۵۹۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب حکم ولوغ الكلب، حدیث نمبر ۲۷۹

۶۰۔ صحیح مسلم، حوالہ سابق

۶۱۔ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب اذا شرب الكلب فى انآء احدكم فليغسله سبعا، حدیث نمبر ۱۷۴

☆